غلام احمد قادیانی

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ۔ عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۶ۃ ششماہی للعہ سہ ماہی عار

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳ | مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۶ء یوم جمعہ مطابق ۳ رمضان ۱۳۴۴ھ | نمبر ۹۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ اُمید ہے یہ خبر نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ سُنی جائیگی کہ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید کے دو صاحبزادے دار الامان تشریف لائے ہیں۔ ان کے مفصل حالات انشاء اللہ عنقریب شائع کئے جائینگے ؛

۱۵ مارچ - رمضان المبارک کا چاند نہ دیکھا جاسکا۔ مغرب کے وقت مطلع ابر آلود تھا۔ اور باہر سے بھی چاند دیکھنے کی کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ اس لئے پہلا روزہ ۱۷ مارچ ۱۹۲۶ء کو ہوا۔

امسال بھی حسب معمول جناب حافظ روشن علی صاحب رمضان المبارک میں سارے قرآن کریم کا درس دینگے۔ بیرونجات سے بھی بعض احباب برکات رمضان سے فیوض حاصل کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں ؛

الموعظۃ الحسنۃ

ایمان باللہ کے تین ذریعے

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کو مستحکم اور مضبوط کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے وہ تینوں ہی سورہ فاتحہ میں بیان کردی ہیں۔ **اوّل**:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حسن کو دکھایا ہے۔ جب کہ جمیع محامد کے ساتھ اپنے آپ کو متصف کیا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ خوبی بجائے خود دل کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ خوبی میں ایک مقناطیسی جذب ہے۔ جو دلوں کو کھینچتی ہے۔ جیسے موتی کی آب۔ گھوڑے کی خوبصورتی۔ لباس کی چمک دمک۔ غرضیکہ حسن پھولوں۔ پتوں۔ پتھروں۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات کسی چیز میں ہو۔ اس کا خاصہ ہے کہ بے اختیار دل کو کھینچتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے پہلا مرحلہ اپنی خدائی منوانے کا حسن رکھا ہے۔ جب الحمد للہ فرمایا۔ کہ جمیع اقسام حمد و ستایش اسی کے لئے سزاوار ہیں۔ پھر دوسرا درجہ احسان کا ہوتا ہے۔ انسان جیسے حسن پر مائل ہوتا ہے۔ ویسے ہی احسان پر بھی مائل ہوتا ہے۔ اسی لئے پھر اللہ تعالیٰ نے رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین صفات کو بیان کرکے اپنے احسان کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن اگر انسان کا مادہ ایسا ہی خراب ہو اور وہ حسن اور احسان سے بھی سمجھ نہ سکے۔ تو پھر تیسرا ذریعہ سورۃ فاتحہ میں غیر المغضوب کہہ کر متنبہ کیا ہے اعلیٰ درجہ کے لوگ تو حسن سے فائدہ اُٹھاتے۔ اور جو ان سے کم درجہ پر ہوں۔ وہ احسان سے فائدہ اُٹھا لیتے ہیں لیکن جو ایسے ہی پلید طبع ہوں۔ ان کو اپنے جلال اور غضب سے متوجہ کیا ہے۔ یہودیوں کو مغضوب کہا ہے۔

اوران پر طاعون ہی پڑی تھی۔ خدا تعالےٰ نے سورۃ فاتحہ میں یہودیوں کی راہ اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ یا یوں کہو کہ طاعون کے عذاب شدید سے ڈرایا ہے۔ شیطان بیباک انسان پر ایسا سوار ہے۔ کہ وہ سن لیتے ہیں۔ مگر عمل نہیں کرتے اصل یہ ہے۔ کہ جب تک جذبات اور شہوات پر ایک موت وارد ہو کر انہیں بالکل سرد نہ کر دے۔ خدا تعالےٰ پر ایمان لانا مشکل ہے ؛

الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء } حضرت مسیح موعودؑ

اخبار احمدیہ

آریہ سماجی کانفرنس میں احمدیوں کا مضمون (تار بنام الفضل)

گذشتہ بدھ کی رات کو آریہ سماج کی طرف سے ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں کثرت کے ساتھ لوگ شامل ہوئے۔ خان صاحب منشی فرزند علی صاحب نے ایک پرچہ پڑھا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی ہستی اور بعض دیگر اہم مسائل پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالی۔ پرچہ نہایت دلچسپی کے ساتھ سنا گیا۔ باوجودیکہ بارش ہو رہی تھی۔ لیکن پھر بھی دلچسپی کا یہ عالم تھا۔ کہ لوگ باہر بارش میں ہی کھڑے رہے۔ پرچہ کے اختتام پر آریہ سماج کی طرف سے اعتراضات کئے گئے۔ جن کے قابل لیکچرار صاحب نے نہایت کامیابی کے ساتھ جواب دئے۔ جمعرات کی شام کو آریہ سماج کے نمائندے نے پرچہ پڑھا۔ جس پر بہت سے احمدیوں اور ایک سناتنی نے اعتراضات کی بوچھاڑ کی۔ آریہ سماج کی طرف سے جو جوابات دئے گئے۔ وہ بہت طول طویل تھے۔ لیکن ناقابل تسلی بخش۔ عزیز احمد زادہ نیشنل ... دی

خریداران زمین کو اطلاع

نیلی بار کی تقریباً ۱۵ ہزار ایکڑ اراضی اپریل میں ضلع منٹگمری میں گورنمنٹ نیلام کریگی۔ جن احمدی احباب کو اراضیات خریدنا ہوں۔ وہ مہتمم نو آبادیات منٹگمری سے خط وکتابت کریں۔ اسی طرح ریاست بہاولپور تقریباً گیارہ ہزار ایکڑ اراضی نیلام کریگی۔ ریونیو منسٹر صاحب ریاست بہاولپور سے خط وکتابت کی جائے۔ ذوالفقار علیخان۔ ناظر امور عامہ قادیان

سکھ ازم اور اسلام

جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر سکھ ازم اور اسلام کے متعلق جو لیکچر دیا تھا۔ اور جو الفضل کی دو اشاعتوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اسے احباب کی خواہش سے شیخ صاحب موصوف زیادہ مکمل صورت میں بشکل ٹریکٹ شائع کرنا چاہتے ہیں۔ جن اصحاب نے وہ لیکچر سنا یا اخبار میں پڑھا ہے۔ وہ اس بات میں ہمارے ساتھ ضرور متفق ہونگے کہ یہ لیکچر سکھوں کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے اور مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان جو غلط فہمیاں خود غرض لوگوں نے پیدا کر رکھی ہیں۔ انہیں دور کر کے خوش گوار تعلقات پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اور اسے جس قدر زیادہ کثرت سے شائع کیا جائے گا۔ اسی قدر اس کا اثر زیادہ وسیع ہو گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ پس احباب اس کی خریداری کے لئے جلد سے جلد جناب شیخ صاحب موصوف کو اطلاع دیں۔ تاکہ وہ خریداری کی درخواستوں کے مطابق اسے طبع کرا سکیں۔ قیمت تعداد کے لحاظ سے حسب ذیل تجویز کی گئی ہے :-

ایک سو کاپی ے/۵
پچاس کاپی ۸/ؔ۔ پچیس کاپی ۴/ؔ
دس کاپی ۲/ؔ ایک کاپی ۲/

ے/۶۸

مجلس مشاورت کے موقعہ پر احمدیہ نمائش

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ نے جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۵ء پر اعلان فرمایا تھا۔ مجلس مشاورت کے ایام میں ایک نمائش بھی ہو گی۔ جس میں احمدی صناع اپنی بنائی ہوئی چیزیں لا کر رکھیں گے۔ تاکہ دوست واقف ہو جائیں۔ کہ فلاں چیز فلاں جگہ سے مل سکتی ہے۔ اور پھر ضرورت کے وقت وہاں سے منگوا لیں ؛

جماعت احمدیہ کے معتمدین کو چاہیئے کہ اسبار میں ابھی سے اپنے علاقہ کے صناع وتجار کو تحریک فرمائیں کہ وہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر جو ۳۔۴ اپریل ۱۹۲۶ء ہو گی اپنی اپنی صنعت و کاریگری کے نمونے لائیں اور احباب کو دکھلائیں ؛

ذوالفقار علیخان قائمقام ناظر اعلیٰ قادیان

اعلان بیعت

میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گیا ہوں۔ اور میرا غیر مبایعین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خاکسار محمد ابراہیم احمدی ٹرنک مرچنٹ سیالکوٹ

شکریہ

یہ عاجز جس مقدمہ میں مبتلا تھا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود کے طفیل نجات بخشی۔ اور بندہ باعزت بری کیا گیا۔ تمام جماعت نے اور خصوصاً جماعت کوئٹہ نے خاکسار کے واسطے جس قدر دعائیں کی ہیں ان کا مشکور ہوں۔ شیخ عبدالمجید احمدی کلرک پوسٹ آفس کوئٹہ

درخواست دعا

خاکسار کی اہلیہ تین ماہ سے بعارضہ اسہال وتپ بیمار ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ درد دل سے دعائے صحت فرمائیں۔

خاکسار فضل الٰہی سٹیشن ماسٹر پھلرون۔

اعلان نکاح

(۱) مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۶ء کو بعد نماز صبح میاں سردار احمد صاحب درزی کوئٹہ کا نکاح امۃ العزیز بنت عبدالعزیز صاحب کے ساتھ سات سو مہر پر ہوا۔ خطبہ نکاح مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ نورالدین نقشہ نویس

(۲) ۸ مارچ ۱۹۲۶ء مولوی عمرالدین صاحب نے بابو نور الٰہی صاحب احمدی کلرک دفتر ڈی۔ جی۔ آئی۔ ایم۔ ایس کا نکاح ثانی بعوض حق مہر مبلغ پانصد روپے منظور النساء بیگم بنت ڈاکٹر لعل محمد خان صاحب احمدی سب اسسٹنٹ سرجن لکھنؤ سے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو فریقین کے لئے موجب برکت کرے۔

خاکسار عبدالحکیم احمدی از دہلی۔

ولادت

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں سے ۱۱ مارچ کو خدا تعالےٰ نے فرزند عطا کیا ہے۔ احباب مولود مسعود کی درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد فضل از چنگا بنگیال ؎

(۲) مجھے خدا تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے دوسرا لڑکا عنایت فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ مولود نیک اور خادم اسلام ہو۔

محمد رفیع خان ویٹرنری اسسٹنٹ۔ کاس گنج

دعائے مغفرت

صوفی کرم الٰہی صاحب ممبر جماعت احمدیہ لاہور کی والدہ صاحبہ جن کی عمر قریباً اسی سال تھی۔ ۷ مارچ ۱۹۲۶ء کو بقضائے الٰہی فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سب دوستوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ محمد فضل الٰہی از میرٹھ

(۲) مسماۃ عصمت النساء بی بی اہلیہ سید بذل علی صاحب مرحوم جن کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم مبارک سے ایک خط تحریر فرمایا تھا۔ اور جو اب تک محفوظ ہے۔ مورخہ ۲۸ فروری بعمر قریباً ۷۵ سال فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ سید محمد صمصام الدین از سوجھڑو

درخواست اخبار

موضع ساندھن ضلع آگرہ میں قریباً تیس ۳۰ احباب کی ایک ملکانہ احمدی جماعت ہے۔ وہاں ہمارا ایک سکول بھی ہے۔ جس میں ملکانوں کے بہت سے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ وہاں کی جماعت کے مبلغ قریشی محمد حنیف صاحب لکھتے ہیں۔ سلسلہ حقہ احمدیہ کے حالات سننے کا ان لوگوں کو بہت شوق ہے۔ وہ التماس کرتے ہیں۔ کہ کوئی ان کے نام اخبار الفضل ایک سال کے لئے جاری کرا کر ثواب حاصل کریں ؛

ناظر صیغہ دعوت وتبلیغ۔ قادیان

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
یوم جمعہ قادیان دارالامان - ۱۹ مارچ ۱۹۲۶ء

حضرت مسیح موعودؑ پر حضرت عیسیٰؑ کی ہتک کا الزام

اور

اخبار اہل حدیث میں اسی فعل کا ارتکاب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مخالف مولویوں کی طرف سے ایک بہت بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے۔ کہ آپ نے حضرت مسیح کی ہتک کی۔ اور ان کے متعلق اپنی تحریروں میں ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جن سے ان کی بے ادبی ہوتی ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تحریر فرما چکے ہیں:-

"ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں۔ اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے۔ جو ان کی شان بزرگ کے خلاف ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔" (ایام الصلح)

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے آپ کو اس امر کے لئے مامور یقین کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کا سچا پاک اور راستباز نبی مانیں۔ اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں۔ تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ آپ ان کی شان کے خلاف کوئی ایسا لفظ استعمال کریں۔ جس سے بے ادبی ظاہر ہو مگر مخالفین آج تک یہی کہتے جا رہے ہیں۔ کہ آپ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی سخت توہین کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور جگہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے شک خدا کا پیارا نبی تھا نہایت اعلیٰ درجہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا"

(مجموعہ اشتہارات صفحہ ۶۸۳)

یہ الفاظ بھی بتا رہے ہیں۔ کہ جس انسان کا یہ عقیدہ ہو۔ وہ قطعاً حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی ناموزون لفظ اپنے قلم یا زبان سے نکال نہیں سکتا۔

مخالفین اپنے اس الزام کی بنیاد ان الفاظ پر رکھتے ہیں۔ جو انجیل کے حوالوں کی رو سے اس شخص کے متعلق لکھے گئے۔ جنہیں انجیل میں یسوع کا نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں:-

"پڑھنے والوں کو چاہیئے۔ کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نہ سمجھیں بلکہ وہ کلمات یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن و حدیث میں نام و نشان نہیں۔" (آریہ دھرم)

لیکن باوجود اس کے مولوی صاحبان کہتے۔ اور یہ کہکر عوام کو بھڑکاتے ہیں۔ کہ آپ نے حضرت عیسیٰؑ کی ہتک کی ہے اور حال میں دیوبندیوں نے اسی بنا پر آپ کے خلاف بہت کچھ افترا پردازی کی ہے۔ اگر ان میں ذرا بھی دیانتداری کا مادہ ہوتا۔ تو کبھی مندرجہ بالا تشریحات کے بعد یہ الزام نہ لگاتے لیکن جب ان کی غرض محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت ہو۔ تو پھر وہ اس قسم کی حرکات سے کیونکر باز آ سکتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یسوع مسیح کی نسبت جسے عیسائی صاحبان خدا کا بیٹا یقین کرتے ہیں انجیل کے حوالوں کی بنا پر جو کچھ ارقام فرمایا۔ اس کی غرض یہ تھی۔ کہ پادری صاحبان رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات پر جو ناپاک اور گندے حملے کرتے ہیں۔ انہیں بتایا جائے۔ کہ اگر اس قسم کے بے بنیاد الزامات کی وجہ سے سرور دو جہانؐ پر کوئی حرف آ سکتا ہے تو تمہارے یسوع کو کیا سمجھا جائے۔ جس کے متعلق تمہاری کتاب مقدس میں یہ حالات اور یہ واقعات درج ہیں۔ گویا آپ نے پادریوں کو جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف زبان درازی میں حد سے بڑھ رہے تھے۔ الزامی جواب کے ذریعہ ان کے اپنے ہی گھر کی طرف توجہ دلائی۔ اور یہ ایسا زبردست اور مؤثر جواب تھا کہ عیسائیوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ کیونکہ انجیل سے یسوع مسیح کا خدا یا خدا کا بیٹا ثابت ہونا تو الگ رہا۔ وہ اعلیٰ درجہ کے انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتے۔

اب اگر مولویوں کو اسلام سے حقیقی محبت ہوتی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچا اخلاص رکھتے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان جوابی حملوں کو نہایت ہی قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے جو آپ نے عیسائیت پر خود ان کی کتاب مقدس کی بنا پر کئے۔ اور جن کی وجہ سے عیسائی مبہوت ہو گئے۔ اور آپ کے بہت ہی شکرگذار ہوتے۔ مگر انہوں نے الٹا یہ شور مچا دیا۔ کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کی ہے۔ اور ان کے خلاف سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔

اگر یسوع مسیح کے متعلق انجیل کے حوالے پیش کرنا حضرت عیسیٰؑ کی ہتک تھی۔ تو مسلمانوں کو چاہیئے تھا کہ سب سے اول انجیل کے خلاف آواز اٹھاتے۔ جس نے وہ باتیں یسوع کی طرف منسوب کی تھیں لیکن انہوں نے اس کی بجائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس اعتراض کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ حالانکہ آپ نے جو کچھ پیش فرمایا وہ سب انجیل کے حوالوں کی بنا پر تھا۔

لیکن خدا کی شان۔ وہی لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انجیل کے بیانات اور حوالجات پیش کرنے کی وجہ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ہتک کا مرتکب قرار دے رہے تھے۔ اب خود اس بات کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ عیسائیوں کے جواب میں آپ کی روش کی نقل کریں۔ اور جس رنگ میں آپ نے عیسائیوں کو الزامی جواب دئے تھے۔ وہی رنگ اڑا کر تیس مار خان بنجائیں۔ چنانچہ ۱۹ فروری کے اہلحدیث میں ایک مضمون بعنوان "میں مسیحی ہونے کو تیار ہوں" شائع ہوا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل کرتے ہوئے عیسائیت پر اعتراض کئے گئے ہیں۔ چنانچہ الوہیت مسیح پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"پہلا واقعہ انجیر کے درخت کا ہے۔ آپ جا رہے ہیں۔ اور راستہ میں بھوک لگی۔ انجیر کا موسم نہ تھا۔ آپ کو خیال آیا کہ چلو انجیر توڑ توڑ کر کھائیں۔ درخت کے نیچے پہنچے۔ تو بجز پتوں کے اور کچھ نہ پایا۔ آپ نے بد دعا کی۔ کہ کبھی کوئی تجھ سے پھل نہ پاوے۔ وغیرہ۔

اس واقعہ میں آپ کی کمال لاعلمی ثابت ہوتی ہے ....

...... بلکہ میں اسقدر کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آپ کو باغبانوں کے برابر بھی واقفیت نہ تھی ورنہ وہ فوراً معلوم کر لیتے۔ کہ آج کل انجیر کی فصل نہیں ہے"

کیا حضرت مسیح کے متعلق یہ کہنا کہ ان کو باغبانوں کے برابر بھی واقفیت نہ تھی۔ اور انکی کمال لاعلمی ثابت ہوتی ہے۔ انکی ہتک نہیں۔ اور خاصکر اس صورت میں جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھی جو کچھ کھا پی کر آتے۔ اس کا بھی انکو پتہ ہوتا اور انہیں بتا دیا کرتے تھے۔ کہ تم یہ کھا کر آئے ہو۔ اور یہ رکھکر آئے ہو۔ پھر لکھا ہے:-

"آپ مرنے سے اس قدر خائف تھے کہ پسینہ لہو بنکر زمین پر گرتا تھا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا "اب میری جان گھبراتی ہے۔ اور میں کیا کہوں۔ اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا۔" (یوحنا ۱۲/۲۷)

اس کے برعکس آپ منصور حلاج کی طرف نظر کیجئے انا الحق کا لگ کس جوانمردی کے ساتھ سولی پر چڑھ کر اپنی جان عزیز گنوا دیتا ہے۔ مگر ذرہ بھی پیشانی پر شکن نہیں آنے دیتا۔"

"دیگر انسانوں کی طرح حضرت مسیح میں جوانمردی اور مستقل مزاجی بھی نہ تھی۔ وہ حد درجہ موت سے خائف تھے۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ جب چڑیوں کی بھی جان عزیز ہوتی ہے۔ جو بازار میں پیسے کی دو دو بکتی ہیں۔ تو حضرت یسوع کی جان تو چڑیوں سے کہیں زیادہ قیمتی تھی۔ پس ان کا خوف کرنا تعجب خیز امر نہیں ہے۔ لیکن میں افسوس کے ساتھ عرض کروں گا۔ کہ مسیح انجیلی روایت کے مطابق جانفروشی میں منصور کے برابر بھی نہ تھے"

اس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ کیا ایک نبی اور ایسے نبی کے متعلق جسے مسلمان آج تک آسمان پر زندہ سمجھتے ہیں۔ یہ کہنا کہ ان میں عام انسانوں کی طرح بھی مستقل مزاجی اور جوانمردی نہ تھی وہ حد درجہ موت سے خائف تھے۔ ان کی ہتک ہے یا تعریف۔ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مسیح کو (نعوذ باللہ) ایسا ہی بزدل اور ڈرپوک سمجھ کر مولویوں نے یہ عقیدہ بنا لیا ہے۔ کہ خدا تعالے انہیں آسمان پر اٹھا کر لے گیا۔ کیونکہ یہودیوں کا خیال ان کے زمین پر ممکن نہ تھا۔ کہ ان کا خوف دور کبھی دور ہو سکتا۔ خواہ خدا تعالے انہیں حفاظت کے کتنے ہی وعدے دیتا۔

اہلحدیث نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو انجیل کی بناء پر بزدل ثابت کرنا چاہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اہلحدیث کے اپنے عقیدہ کے رو سے بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام جوانمرد اور بہادر ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ بھی کوئی بہادری ہے۔ کہ (بقول غیر احمدیاں) ایک طرف تو حضرت عیسٰی علیہ السلام تمام روئے زمین پر اپنے لئے چھپنے کی کوئی جگہ نہ پا کر اور کہیں دشمنوں سے محفوظ رہنے کی صورت نہ دیکھ کر آسمان پر چڑھ جائیں اور دوسری طرف ایک ناکردہ گناہ کو اپنا ہم شکل بنوا کر اپنی بجائے دشمنوں کے حوالے کر جائیں۔ تا وہ اسے قتل کر کے مطمئن ہو جائیں اور آسمان پر پہنچ کر انہیں گزند نہ پہنچائیں۔

جو لوگ خود حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہوں۔ انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ کہ انجیل کے حوالوں کی بناء پر ان کو بزدل اور غیر مستقل مزاج قرار دیں۔ لیکن اہلحدیث نے اپنے عقیدہ سے قطع نظر کرتے ہوئے ان کے متعلق یہ سب کچھ کہا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے:۔

"دنیا میں جتنے لوگ آئے سب گنہگار تھے۔ مسیح اس میں سے کسی حالت میں مستثنیٰ نہ تھے"

گویا مسیح کو بھی گنہگار قرار دیا ہے۔ کیا یہ ان کی ہتک نہیں ہے اور یہ انہی کی ہتک نہیں ہے۔ بلکہ تمام انبیاء اور سید ولد آدم کی بھی ہتک ہے۔ کیونکہ وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں۔ جو دنیا میں آئے۔

اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیت پر الزامی رنگ میں جو اعتراضات کئے ہیں۔ ان میں اور اہلحدیث کے اعتراضات میں جن کا نمونہ اوپر درج کیا گیا ہے۔ اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا ایک شمشیر زن جری اور ایک اناڑی میں ہوتا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ماہر فن کی طرح جو بھی وار کیا۔ وہ عین موقعہ پر پڑا ہے۔ اور دشمن اس کے ہٹانے سے قطعاً عاجز رہ گیا۔ لیکن اہلحدیث نے ایک اناڑی کی طرح دشمن پر حملہ کرتے ہوئے جا بجا اپنے آپ کو بھی مجروح کر لیا ہے۔ مگر اس سے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نہ صرف اعتراض کرنے والے۔ بلکہ اس کی بناء پر کفر کا فتویٰ لگانے والے عیسائیت کے مقابلہ میں آپ ہی کی تقلید کرنا ذریعہ کامیابی سمجھ رہے ہیں۔

کیا دیوبندی اب اہلحدیث پر بھی یہ کہکر کفر کا فتوے لگائینگے۔ کہ اس نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ہتک کی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

بیواؤں کی شادی اور آریہ سماج

آریہ اخبار پرکاش (۷ مارچ ۱۹۲۶ء) سناتنی ہندوؤں کو بیواؤں کی شادی کے متعلق مخاطب کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"معصوم بدھواؤں کے دکھوں کو ہلکا کرنے کے لئے جاتی کے ہتکاری لوگ بدھوا بواہ کی اجازت دیتے ہیں۔ تو یہ ان کے گلے کا ہار ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ کتنا ہی کھینچیں چلائیں۔ یہ آخر ان کو صداقت کے سامنے جھکنا پڑے گا"

لیکن کیا یہ وہی صداقت نہیں۔ جس کی سوامی دیانند جی بانئے آریہ سماج نے بڑے زور کے ساتھ مخالفت کی۔ اور آریہ سماج کے پانچویں وید ستیارتھ پرکاش میں بجیاں خوتیں اس کے متعدد نقصانات بیان کرتے ہوئے اس کی بجائے "نیوگ" پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اگر یہ درست ہے۔ اور بالکل درست ہے۔ تو آریہ صاحبان کو سناتنی ہندوؤں کو الزام دینے سے قبل اپنے سوامی جی کو الزام دینا چاہیئے۔ اور ستیارتھ پرکاش کے اس حصہ کو بدل دینا چاہیئے۔ ورنہ وہ خود دوہرے الزام کے نیچے ہیں۔ ایک تو بیواؤں کی شادی کرنا۔ اور دوسرے نیوگ پر عمل نہ کرنا۔ کیا آریہ صاحبان کے پاس اس کا کوئی معقول جواب ہے؟

"زمیندار" کی افتراق انگیزی

اخبار "زمیندار" اپنے ۲۵ فروری کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"افتراق انگیزی بھی ایک خاص فن ہے۔ جس میں مہارت پیدا کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ قادیان کے آسمانی گزٹ الفضل نے اپنے دوسرے کمالات پر اس فضیلت کو بھی مستزاد کرنا چاہا۔ مگر سوائے اس کے کہ اپنے چھوہڑپن اور بدسلیقگی کا ثبوت دیا اور کچھ نہ کر سکا"

ہم کشادہ پیشانی سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ الفضل افتراق انگیزی کے فن سے قطعاً ناواقف اور اس شرف سے بالکل محروم ہے۔ اور زمیندار جو ہمیں مخاطب کر کے یہ کہتا ہے۔ کہ "ان کم بختوں کو پھوٹ ڈلوانے کا بھی سلیقہ نہیں" وہ اس فن میں بڑا ماہر ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا وہ لوگ جو افتراق انگیزی کے "خاص فن" سے واقف ہو لیں اور جو اس کے ارتکاب میں اپنے "چھوہڑپن اور بدسلیقگی کا ثبوت" نہ دیں۔ بلکہ خوب چیت و چالاک ثابت ہوں۔ وہ حقیقی طور پر کم بخت کہلانے کے مستحق ہیں۔ یا وہ لوگ جو اس فن سے قطعاً ناواقف ہوں۔ ہم اس کا فیصلہ شریف لوگوں پر چھوڑتے ہیں۔ البتہ ان سے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اس بات پر غور کرتے ہوئے زمیندار کے بانی اور سارے عملہ زمیندار کے استاد مولوی ظفر علی صاحب کی زندگی کے گذشتہ واقعات اور حالات کو چھوڑ کر صرف ان کے تازہ سفر حجاز کو ہی مد نظر رکھ لیں۔ جو انہوں نے کیا۔ تو خلافت کمیٹی کے خرچ پر اور اس کا نمائندہ بن کر۔ لیکن وہاں ایسے گل کھلائے۔ کہ خلافت کمیٹی کو بذریعہ تار واپس بلانا پڑا۔ اور واپسی پر خلافت کمیٹی کے ارکان کے سامنے جانے کی بجائے سیدھے اپنے گھر آ گئے۔ اب مرکزی خلافت کمیٹی اور ان کے جو تعلقات ہیں۔ اور جس طرح دونوں ایک دوسرے پر دال بٹ رہی ہے۔ وہ اس بات کا نہایت واضح اور کھلا ثبوت ہے۔ کہ جناب ظفر علی صاحب اور ان کے اخبار کا سارا عملہ افتراق انگیزی میں خوب ماہر ہے۔ اور ان نیک بختوں کو پھوٹ ڈلوانے کا خوب سلیقہ آتا ہے۔

زمیندار کو حق ہے۔ کہ اس خوبی پر جس قدر چاہے فخر کرے۔ مگر اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ سنجیدہ اور متین اصحاب خواہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس کی اس خوبی کو بدترین برائی سمجھتے ہیں۔ اور اسی بناء پر اس کے مالک کو پہلے درجہ کا بے اصول اور چھچھورا انسان قرار دیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ زمیندار مولوی ظفر علی صاحب کے اس لقب کو پوری سعی اور کوشش سے قائم رکھنا چاہتا ہے۔ جس کے لئے ہم اسے مبارکباد کہتے ہیں۔

جُدائی کا فلسفہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تقریر

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی دسویں جماعت کے طلباء کو جو دعوت چاء دی گئی تھی۔ اسمیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

دُنیا میں جو تکلیف دہ چیزیں ہیں۔ ان کا خلاصہ ایک ہی لفظ میں آجاتا ہے۔ اور وہ لفظ جدائی ہے۔ درحقیقت تمام غم تمام تکلیفیں، تمام فکریں، تمام رنج اور تمام دُکھ صرف جدائی کے خلاف

اظہار نفرت کا ایک نظارہ

اور ایک نشان ہوتے ہیں۔ دردیں اور بیماریاں کیا ہیں۔ یہی کہ جسم کے بعض حصوں کی طاقت کے ضائع ہونے کا نام ہے غم۔ فکر اور رنج کس لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ مال یا جان یا عزت یا کوئی اور پیاری چیز انسان کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے۔ پس تمام تکلیفیں اور رنج سب جدائی کے نتیجہ میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح

رُوحانی غم اور فکریں

جو ہیں۔ وہ بھی جدائی کے نتیجہ میں ہوتی ہیں۔ رُوحانی مردنی اور رُوحانی بیماری کیا ہے۔ یہی کہ اللہ تعالیٰ سے جدائی۔ گناہ کیا ہے۔ وہی چیز جو انسان کو خدا تعالیٰ سے دور کرے۔ پس ہر دکھ اور تکلیف خواہ وہ رُوحانی ہو یا جسمانی

جُدائی کے نتیجہ میں

پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک لفظ جو ہر قسم کے غموں اور دکھوں کو اپنے اندر شامل رکھتا ہے۔ وہ جدائی ہے۔ جب ایک چیز سے جدائی ہوتی ہے۔ تو طبعاً انسان غم محسوس کرتا اور سنگ دل سے سنگ دل انسان کے اندر بھی اس موقعہ پر ایسی رَو پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ اگر وہ اسے غم کی حد تک نہیں پاتا۔ تو کم از کم اپنے قلب میں بے چینی اور اضطراب ضرور محسوس کرتا ہے۔ بسا اوقات لوگ بعض چیزوں کو چھوڑتے ہوئے کہتے ہیں۔ ہمیں ان سے کوئی غم نہیں ہُوا۔ مگر انہیں بھی بے چینی سی ضرور ہوتی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ انہیں غم نہیں ہُوا۔ بلکہ یہ ہیں کہ

غم کی طاقت کا احساس

ان کے دل سے مٹ گیا ہے۔ اور ایک اور طور پر بے چینی کے ذریعہ انہیں غم ہُوا ہے۔ ان کی مثال اس سونے والے کی طرح ہوتی ہے۔ جس کے احساسات پر نیند کا پردہ پڑا ہوتا ہے وہ

بستر پر پڑے ہوئے کسی کنکر وغیرہ کے درد اور تکلیف کو نہیں محسوس کرتا۔ جو اسے پہنچ رہی ہوتی ہے۔ مگر بے چینی اسے ہوتی ہے۔ جو اس کے لوٹنے اور بار بار پہلو بدلنے سے ظاہر ہو رہی ہوتی ہو۔ پس یہ قانون قدرت ہے۔ کہ جدائی کے موقعہ پر انسان کو غم اور رنج محسوس ہو۔ اسی وجہ سے ایک لڑکا جو کئی سال ایک جگہ پڑھتا کچھ لوگوں کو اپنا دوست بنا لیتا۔ اور کچھ سے علم حاصل کر کے تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ ان حالات میں جب وہ اس جگہ سے جدا ہونے لگتا ہے۔ تو غم محسوس کرتا ہے اور جن سے جُدا ہو رہا ہوتا ہے۔ انہیں بھی غم ہوتا ہے۔ آگے غم بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک غم تو وفاداری کی علامت ہوتا ہے اور ایک اس بات کا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ حیوانیت زندہ ہے۔ ہر چیز جو زندہ ہے۔

جُدائی کا غم

محسوس کرتی ہے۔ اور اب تو یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ درختوں میں بھی یہ احساس ہے۔ بلکہ بعض حالتوں میں انسانوں سے بڑھ کر احساس ہے۔ ایسی صورت میں جو جدائی کا غم ایسا ہو۔ کہ کچھ عرصہ کے بعد جاتا رہے وہ ایسا ہی غم ہوگا۔ جو دوسرے جانداروں اور درختوں میں بھی پایا جاتا ہے لیکن اگر وہ غم یاد رہے۔ اس کے اثرات پائے جائیں اور وہ ہمیشہ تازہ رہے۔ تو وہ

حیوانوں اور درختوں کے غم

سے علیحدہ ہوگا۔ یہی فرق ہے انسانی اور حیوانی غم میں۔ ورنہ یُوں تو حیوانوں کو بھی غم ہوتا ہے۔ ایک گائے کا بچہ اس سے جدا ہو جائے تو وہ بھی اس کے لئے چلائیگی۔ اور شور مچائیگی۔ لیکن چار پانچ دس بارہ دن تک بچہ کو بھول جائیگی۔ اور پھر اگر وہی بچہ اس کے پاس لایا جائے۔ تو مار کر اسے علیحدہ کر دیگی۔ اس کے مقابلہ میں اگر ایک انسان کا بچہ کھویا جائے تو سالہا سال گذر جانے کے بعد حتیٰ کہ ۲۰۔ ۳۰ یا ۴۰ سال کے بعد بھی جب ماں باپ بستر مرگ پر پڑے ہونگے۔ اسوقت بھی انہیں یہ خیال تکلیف دے رہا ہوگا۔ کہ نہ معلوم ہمارے بچہ کا کیا حال ہوگا۔ اور وہ کہاں اور کس حالت میں ہوگا۔ تو

انسان اور دوسری چیزوں کے غم

میں فرق ہے۔ حیوانوں کو بھی جدائی سے غم محسوس ہوتا ہے مگر وہ جلدی بھول جاتے ہیں۔ اور انسان ایسے صدمہ اور غم کو یاد رکھتا اور موت تک یاد رکھتا ہے۔

اسوقت ہمارے سکول کی

دسویں جماعت کے لڑکے

امتحان دینے جانے والے ہیں۔ چونکہ ہر ایک کے متعلق یہی امید ہونی چاہیئے کہ وہ پاس ہو کر اعلیٰ تعلیم کے لئے چلا جائے۔ اس لئے ان کے دوستوں اور ان کے بزرگ دوستوں کو طبعاً اس بات کا احساس ہو رہا ہے کہ وہ ان سے جُدا ہو رہے ہیں۔ اسی طرح وہ لڑکے بھی اپنی جدائی محسوس کر رہے ہیں۔ ان کے دلوں میں بھی غم ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ جدائی پر غم تو حیوانات اور نباتات میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ غم ایک گائے اور ایک درخت کو بھی ہوتا ہے۔ اس سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے۔ تو یہی کہ غم کرنیوالے نباتات اور حیوانات میں شامل ہیں۔ لیکن اگر وہ اس غم کی یاد

یہاں سے جانے کے بعد

بھی تازہ رکھیں۔ اور ان واقعات ان نصیحتوں اور ان ذمہ داریوں کو محسوس کرتے رہیں۔ جن کا احساس انہیں یہاں پیدا کیا گیا ہے۔ اور اپنی زندگی اسی طرح بسر کریں جسطرح یہاں بسر کرتے رہے ہیں۔ تب معلوم ہوگا کہ وہ انسانی زندگی کے معیار پر پُورے اُترے ہیں۔

مَیں اس سال کی دسویں جماعت پر خصوصیت سے اس لئے خوش ہوں کہ میں نے پچھلی اصلاح کے متعلق گذشتہ سال چند خطبے پڑھے تھے اس جماعت نے خصوصیت سے ان پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ اور سوائے چند کے باقیوں نے اپنے وعدوں کو نبھایا۔ اور کوشش کی۔ کہ اپنے ظاہر کو بھی اسلامی شعار کے مطابق بنائیں پس چونکہ انہوں نے اس بارے میں مثال قائم کی ہے۔ اس لئے میں ان سے

پہلوں کی نسبت زیادہ خوش

ہوں لیکن اگر وہ اس تبدیلی کو اسی حد تک رکھیں کہ جب تک یہاں رہیں اسکے پابند رہے۔ اور جب یہاں سے جدا ہو کر باہر چلے جائیں۔ تو اسپر قائم نہ رہیں۔ اور نئی ایسوسی ایشن کے اثر کے نیچے آجائیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ یہاں انہوں نے صرف بچپن کا جوش دکھایا۔ حقیقی تبدیلی پیدا نہ کی تھی۔ لیکن اگر وہ یہاں سے جانے کے بعد بھی ان نصائح کی پابندی کریں۔ اگر ان کے قول ٹوٹ نہ جائیں۔ اگر وہ اپنے وعدے فراموش نہ کریں۔ تب یقین ہوگا۔ کہ ان کے وعدے سچائی پر مبنی تھے۔ اور واقعہ میں ان میں اخلاص تھا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہُوا۔ تو یہی کہنا پڑیگا کہ ان کے سب احساسات اور جذبات وقتی اثر کا نتیجہ تھے۔ اور ان کا غم بناوٹی غم تھا۔ بہت سے انسان دنیا میں ایسے ہوتے ہیں۔ جو ایک بات دل سے بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر وہ قابل قدر نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ محض

وقتی جوش

کے ماتحت ایسا کر رہے ہوتے ہیں۔ اور وقتی طور پر تو منافق بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لڑائی میں ایک شخص کو ایسے جوش سے لڑتے دیکھا۔ کہ بعض صحابہ کہنے لگے۔ اگر کسی نے دنیا میں جنتی دیکھنا ہو۔ تو اسے دیکھ لے۔ جہاں لڑائی کا زیادہ زور ہوتا۔ وہیں حملہ کرتا۔ اور جہاں خطرہ زیادہ ہوتا۔ وہیں پہنچتا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سُنی۔ تو آپ نے فرمایا اگر کسی نے

دُنیا میں دوزخی

دیکھنا ہو۔ تو اسے دیکھ لے۔ اس پر بعض صحابہ حیران ہوئے کہ یہ کیا؟ جو اپنے آپ کو اس قدر خطرہ میں ڈال کر لڑ رہا ہے وہ دوزخی ہو گیا۔ ایک صحابی کہتے ہیں بعض کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتے میں نے قسم کھائی کہ جب تک میں اس شخص کا انجام نہ دیکھ لوں

اس کا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ آخر وہ لڑتے لڑتے زخمی ہوا۔ اور جب اسے زخموں کی تکلیف زیادہ ہوئی۔ تو زمین پر نیزہ لگا کر اس پر جھک گیا۔ اور اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کرلی۔ خودکشی ایسا گناہ ہے۔ جو بخشا نہیں جاتا۔ کیونکہ یہ آخری گناہ ہوتا ہے جس کے بعد انسان کو

توبہ کا موقعہ

نہیں ملتا۔ اس کے بعد وہ صحابی اس مجلس میں آیا۔ جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ اور کہنے لگا میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ

اللہ اور اللہ کا رسول سچا

ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا بات ہے۔ اس پر اس نے سارا واقعہ عرض کیا۔ جسے سن کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا۔ اللہ تعالے سچا ہے۔ اور میں اس کا سچا رسول ہوں تو وقتی طور پر جوش ایک منافق میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ جب وہ شخص درد سے کراہ رہا تھا۔ تو صحابہ نے اسے کہا۔ تمہارے لئے

جنت کی بشارت

ہے۔ کیوں گھبراتے ہو۔ وہ کہنے لگا۔ میرے لئے جنت نہیں بلکہ دوزخ ہے۔ کیونکہ میں قومی انتقام کے جوش سے لڑا ہوں۔ نہ کہ دین کی خاطر۔

پس وقتی جوش قابل قدر نہیں ہوتا۔ خواہ وہ سچائی کے ساتھ ہی ظاہر کیا جائے۔ اس شخص کے دل میں اس جوش سے متعلق نفاق نہ تھا۔ بلکہ اخلاص تھا۔ لیکن وہ اخلاص قوم کے لئے تھا۔ عام حالت اس کی نفاق ہی کی تھی۔ اس وقت وقتی اخلاص کی حالت پیدا ہوئی تھی۔ مگر اس وقت کا اخلاص بھی کام نہ آیا۔ کیونکہ وہ خدا کے لئے نہ لڑا۔ بلکہ

اپنی قوم کے لئے

لڑا تھا۔ تو وقتی جوش کسی کام کا نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ اس سے جو ہر پیدا ہو۔ اس سے فائدہ اٹھا لیا جائے۔

وہ طالب علم جو امتحان کے لئے جا رہے ہیں۔ ان کے لئے ہم

دعا

کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالے انہیں کامیاب کرے۔ گو یہ جدائی ہے مگر اس جدائی کو ہم پسند کرتے ہیں۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ کامیاب نہ ہوں۔ اور یہاں رہیں۔ یہیں ہماری یہی دعا ہے۔ کہ خدا تعالے انہیں کامیاب کرے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ وہ باہر جا کر ان جذبات کو قائم رکھیں۔ جو انہوں نے یہاں دکھائے ہیں۔ اور جو نمونہ یہاں پیش کیا ہے۔ اسے باہر بھی دکھائیں۔ مثلاً نمازوں کی پابندی کرنا۔ ڈاڑھی رکھنا۔ پھر

تمام اسلامی اخلاق کی پابندی

کریں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر وہ ان باتوں کی پابندی کریں گے۔ تو نہ صرف آئندہ آنے والے لڑکوں کے لئے بلکہ کئی اپنے بڑوں کیلئے بھی ایسی مثال قائم کریں گے۔ جس سے بہت فائدہ ہوگا۔ اور ان کو بھی ثواب ملے گا۔

اب چونکہ نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ اور اندھیرا ہو چکا ہے۔ اس لئے میں دعا پر اس تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ احباب بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالے ان لڑکوں کو کامیاب کرے۔

روزوں کے متعلق قابل توجہ اعلان

تمام احمدی احباب رمضان المبارک کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں نوٹ کرلیں:-

اَلْاَمْرُ الْاَوَّلُ۔ جو بوڑھے مرد اور عورتیں ایسے ہیں۔ کہ ان کے قویٰ اس حد تک کمزور ہو گئے ہوں۔ کہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے۔ یا وہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں جن کو پھر موقعہ روزہ میسر ہونے کا بہت کم مل سکنے کی امید ہے۔ یا ایسے ضعیف البنیان اصحاب جو روزہ رکھ ہی نہیں سکتے۔ اور وہ فدیہ دے سکتے ہیں۔ وہ روزانہ ایک مسکین کو کھانا دیں۔ لیکن بہت سے اصحاب ایسے ہیں۔ جو ایسے مقامات پر رہتے ہیں جہاں کوئی احمدی مسکین (گو غیر احمدی مسکین کو دینا بھی جائز ہے۔ مگر مقدم احمدی ہیں) ان کو دستیاب نہیں ہو سکتا یا ان کے گھر میں بعض مجبوریاں ایسی لاحق ہوتی ہیں۔ کہ وہ باقاعدہ کھانا پکا کر کسی مسکین کو نہیں دے سکتے۔ ان کو چاہیے۔ کہ وہ مسکین کے کھانے کی قیمت محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھیجدیں۔ اس کے عوض لنگرخانہ سے ایک مسکین کا ایک ماہ تک کھانا میں جاری کر دوں گا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جن کو پہلے سے بطور مہمان کھانا نہ ملتا ہوگا۔ ذیل کی شرح سے قیمت بھیجی جائے

(۱) دونو وقت دال روٹی	چھ روپیہ
(۲) ایک وقت سالن دوسرے وقت دال	آٹھ روپیہ
(۳) دونو وقت سالن روٹی	دس روپیہ

اَلْاَمْرُ الثَّانِی:- احادیث میں روزہ کشائی کے متعلق یہاں تک ثواب لکھا ہے۔ کہ جو شخص کسی کا روزہ کھلوائے۔ اسے ایک روزہ کا ثواب ہوتا ہے۔ اس لئے جو احباب شربت یا دودھ یا کچی لسی یا اور کسی چیز سے مساکین یا غیر مسکین جن کا بھی روزہ کھلوانا چاہیں۔ اس کی رقم دفتر محاسب میں بھیجدیں ہم وہاں سے لے کر مہمان مسکینوں اور مسکین مہاجرین یا غیر مسکین جن کا وہ نام لکھیں گے روزہ کھلوا دینگے۔

اَلْاَمْرُ الثَّالِثُ:- روزوں میں بالعموم ہر جگہ لوگ اپنی خوراک میں ایک قسم کی تبدیلی ضرور کر لیتے ہیں۔ مثلاً گھی۔ دودھ دہی وغیرہ کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ اور یہ ایسا قاعدہ ہے۔ جس کو ہر مسلمان جانتا ہے۔ مگر میں لنگرخانہ میں کئی سال سے دیکھتا ہوں۔ کہ بجٹ کی تنگی کی وجہ سے اور فنڈز کے کمزور رہنے کے سبب ماہ رمضان المبارک میں ہم کوئی خاص تبدیلی خوراک میں نہیں کر سکتے۔ عموماً دونو وقت دال روٹی دی جاتی ہے۔ جو قناعت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کا تبرک سمجھ کر بڑی نعمت غیر مترقبہ اور مائدہ سماوی سمجھ کر مہمان کھاتے ہیں۔ مگر منتظمان کو ضرور یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ ان ایام میں کم سے کم ایک وقت گوشت ضرور ہو۔ اس لئے میں احمدی احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ جو احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ لے سکتے ہیں۔ اور ان کی طرف سے گوشت پکوایا جا سکتا ہے۔ بطور صدقہ نہیں۔ بلکہ بطور ہدیہ یہ رقم بھیجدیں۔ اور اگر کوئی رقم بطور صدقہ بھی روانہ کریں تو تصریح کر دیں۔ تاکہ صرف غربا میں تقسیم کیا جائے۔ گوشت کا نرخ ۸ ر فی تار ہے۔ جتنے سیر گوشت پکوانا چاہیں ۸ ر فی سیر کے حساب سے رقم ارسال فرماویں۔ ایسی تمام رقوم دفتر محاسب بیت المال قادیان میں بھیجی جائیں۔ وہاں سے لے کر لنگرخانہ میں گوشت پکوا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ و باللہ التوفیق۔

(سید محمد اسحاق۔ ناظر ضیافت)

بیکاروں کے متعلق اعلان

چونکہ جماعت میں اکثر لوگ ایسے پائے جاتے ہیں۔ جن کا تعلیمی سٹنڈرڈ بہت معمولی ہے۔ اس لئے ان کو گورنمنٹ کے دفاتر میں ملازمتیں ملنی مشکل ہیں۔ ان کے لئے ایک ہی صورت ہے۔ کہ کچھ ہنر یا پیشے سیکھ لیں تا اپنی معاش کا انتظام اچھی طرح کر سکیں مثلاً نجاری۔ معماری۔ لوہاروں اور درزیوں کا کام ایسا ہے۔ کہ تھوڑے سے سرمایہ سے چل سکتا ہے۔ ایسے کاموں کے انتظام کے متعلق غور کرنے سے قبل یہ معلوم کیا جانا ضروری ہے۔ کہ ہماری جماعت میں ایسے کس قدر لوگ ہیں۔ جو یہ کام سیکھنے کیلئے تیار ہیں۔ اور کن کن اضلاع کے ہیں تا ان کے قریب تر مقام پر کام سکھلانے کے انتظام کے متعلق غور کیا جا سکے۔ لہذا جملہ امراء و سکرٹری صاحبان جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کے ایسے نوجوان بیکاروں کی جو پیشے سیکھنے کیلئے آمادہ ہوں فہرست حسب ذیل نقشہ کے مطابق پر کر کے میرے پاس بھجوا دیں۔

(۱) نمبر شمار (۲) نام بمعہ ولدیت و سکونت بمعہ پورا پتہ (۳) تعلیم کہاں تک حاصل کی ہے (۴) عمر (۵) جسمانی صحت کیسی ہے (۶) کیا کام سیکھنا چاہتا ہے (۷) چال چلن دینی حالت کیسی ہے (۸) کیفیت۔

(ذوالفقار علی خاں ناظر امور عامہ)

نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

(نمبر ۴)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی شخصیت جو کچھ ہے۔ اس سے سب حضرات آگاہ ہیں۔ آپ مولوی محمد علی صاحب کے دست و بازو ہیں۔ اور آج کل عملی طور پر پیغام کے ایڈیٹر کہلانے کے مستحق ہیں۔ جب آپ نے یہ دیکھا۔ کہ میرے مضامین کا جواب دینے والے حضرات سے کچھ بن نہیں آیا۔ اور سب نے اِدھر اُدھر کی لاطائل باتوں سے پیغام کے کالم سیاہ کئے ہیں۔ اور ان کی رنگ آمیزی حق پر پردہ نہیں ڈال سکی۔ تو آپ نے اپنے رنگ آمیز قلم کو جنبش دینا ضروری سمجھا۔ اور پیغام میں ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ دیگر مضمون نگار حضرات کی طرح آپ بھی اصل مقصد سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ اور میری کسی بات کی تردید نہیں کر سکے۔ ہاں کیا ہے تو یہ کیا ہے۔ کہ اپنی طرف سے چند باتیں میری طرف منسوب کر کے ان پر اپنے مضمون کی عمارت کھڑی کر دی ہے۔ آپ کا مضمون رنگ آمیزی میں خصوصیت رکھنے کے علاوہ ایک اور بھی خاص خصوصیت رکھتا ہے۔ جس کے حصول کے لئے گو پہلے مضمون نگار حضرات نے بھی بہت کوشش کی ہے۔ مگر آپ اس خصوصیت میں ان سب سے گوے سبقت لے گئے ہیں۔ وہ خصوصیت تمسخر اور استہزا ہے۔ آپ نے ماشاء اللہ استہزاء اور تمسخر کے دلدادہ لوگوں کے لئے خوب سامان ظرافت بہم پہنچایا ہے۔ گو ایک مومن اس مذاقیہ پارٹ کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ کیونکہ وہ بموجب آیت لا یسخر قوم من قوم کے ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ البتہ جن لوگوں کا شیوہ خود استہزاء کرنا ہو۔ وہ اس پر جس قدر بھی خوشی کا اظہار کریں۔ کم ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے مضمون کی یہ خصوصی کیفیت بیان کرنے کے بعد اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہم ظلی نبوت کو عین نبوت نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کا غیر سمجھتے ہیں یعنے ظلی نبوت کو ولایت یا فنا فی الرسول کے مترادف سمجھتے ہیں"

یہ لکھنے کے بعد ظلی نبوت کی مزید تشریح فرماتے ہیں:۔

"ایک اُمتی بوجہ کمال اتباع کے اپنے نبی متبوع کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ تو اس کے وجود کے آئینہ میں اس کے مطاع نبی کے تمام خط و خال نظر آتے ہیں ..... چونکہ اس کا مطاع نبی ہوتا ہے۔ اس لئے نبوت کا رنگ بھی اس کے وجود کے آئینے میں جھلکتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ نبی متبوع سے نبوت اس میں منتقل ہو جاتی ہے"

اس تمام تشریح کا ماحصل ڈاکٹر صاحب کے نزدیک وہی ہے جو میں ڈاکٹر صاحب کے اپنے الفاظ میں لکھ آیا ہوں۔ کہ ظلی نبوت کو آپ ولایت سمجھتے ہیں۔ اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ یہ نتیجہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی تحریرات کے موافق ہے یا مخالف۔ اگر حضرت مسیح موعود کے نزدیک اپنی ظلی نبوت سے مراد ولایت نہ ہو۔ تو ڈاکٹر صاحب کا کوئی حق نہیں کہ آپ مسیح موعود کی تحریرات سے غلط نتیجہ نکالکر مخلوق خدا کو مغالطہ میں ڈالیں۔ اب میں اسجگہ حضور صاحب کی دو تحریریں پیش کر کے فطرت سلیمہ رکھنے والی طبائع پر ہی فیصلہ چھوڑتا ہوں۔ کہ کیا مسیح موعودؑ کے نزدیک ظلی نبوت سے مراد ولایت محض ہے یا کچھ اور۔

پہلا حوالہ حضور فرماتے ہیں:۔ "حکمت الٰہیہ نے تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے۔ اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے۔ تا ختم نبوت پر نشان ہو۔ اور پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے۔ تا خلافت کے امر میں دونو سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے۔ اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳)

پہلے حوالہ کا ماحصل اس حوالہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ مسیح موعود اپنے تئیں ظلی نبی یعنی بواسطہ فیضان محمدیہ نبی قرار دے رہے ہیں۔ اور صاف اعلان فرما رہے ہیں کہ مجھ سے پہلے جس قدر خلفاء امت محمدیہ میں گذر چکے ہیں یہ مرتبہ اور نام انکو نہیں دیا گیا۔ اب اگر مسیح موعود کی ظلی نبوت سے مراد ولایت محض لیجائے۔ تو ماننا پڑیگا کہ آپ سے پہلے امت میں جس قدر خلفاء گذر چکے ہیں انکو ولایت کا مرتبہ نہیں دیا گیا۔ حالانکہ یہ امر باطل ہے۔ اور مسیح موعودؑ خود فرماتے ہیں:۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت کی وجہ سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں" ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی۔

پس جب آپ اپنے تئیں کامل ظلی نبوت اور کامل بروز ہونے کے لئے ایک مخصوص فرد قرار دیتے ہیں۔ تو آپ کی نبوت کو ولایت قرار دینا کسی طرح جائز نہیں۔

دوسرا حوالہ پھر حضور حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ پر قرآن مجید کی آیۃ لا یظہر علی غیبہ احداً الخ سے نبوت کے معنے بیان فرماتے ہوئے تیرہ سو سال میں صرف اپنے وجود کو ہی اس آیت کا مصداق قرار دینے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

"غرضیکہ اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء۔ ابدال اور اقطاب اس اُمت میں گذر چکے ہیں۔ انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اسوجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اسمیں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں گئی"

دوسرے حوالہ کا ماحصل اگر انسان حق طلب ہو۔ تو اس حوالہ کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ ہرگز یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ مسیح موعود اپنی نبوت کو ایسی نبوت قرار دے رہے ہیں جو ولایت کی مترادف ہے۔ آپ تو فرماتے ہیں۔ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ اور وجہ بھی ساتھ ہی بتا دی کہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ جو نبی کا نام پانے کے لئے شرط ہے وہ پہلے لوگوں میں پائی نہیں گئی حتیٰ کہ اولیاء چھوڑ ابدال و اقطاب بھی اس شرط سے محروم رہے ہیں مگر غیر مبایعین ہیں کہ یہی کہتے چلے جا رہے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ولایت کی مترادف ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو ولایت محض قرار دینے والو قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دوگے۔ مسیح موعود تو صاف ایسی نبوت کا دعویٰ فرما رہے ہیں۔ جس سے تیرہ سو سال کے اولیاء محروم رہے۔ پھر تم ان کے مدعا کے خلاف آپ کی نبوت کو ولایت محض قرار دیکر کس طرح مخلصی پاؤ گے کیا تمہیں موت کا ڈر نہیں یا محاسبہ کا خیال نہیں۔

غیر مبایعین کی سخن آفرینی ڈاکٹر صاحب کو اپنے خیال میں ایک عجیب بات سوجھی ہے۔ جس کا آپ نے مکرر سہ کرر اپنے مضمون میں ذکر فرمایا ہے۔ کہ مسئلہ ظل میں انتقال نہیں ہوتا۔ انعکاس ہوتا ہے۔ کیونکہ انتقال کا ماننا ظل و تناسخ میں فرق نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ مگر معلوم نہیں ڈاکٹر صاحب کو یہ لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ میں نے تو اپنے کسی مضمون میں انتقال کا ذکر نہیں کیا۔ جا بجا انعکاس کا ذکر موجود ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ خواہ مخواہ اپنے دماغ سے ایک بات تراش کر ہماری طرف منسوب کر کے اسکی تردید کی جا رہی ہے اور کالم کے کالم سیاہ کئے جا رہے ہیں۔ کیا اسی کا نام احقاق حق ہے۔

ظلی نبوت نبوت ہے ہم بھی تو یہی مانتے ہیں۔ کہ ظل میں انعکاس ہوتا ہے جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام خود لکھتے ہیں کہ:۔

"کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

تو ہم انعکاس کی بجائے انتقال کس طرح قرار دے سکتے ہیں۔ میرے مضامین کو دیکھو۔ کیا میں نے ظلی نبوت کی تشریح میں اس حوالہ کو اپنے مضامین میں پیش نہیں کیا۔ اگر کیا ہے۔ تو ہماری طرف انتقال کا خیال منسوب کرنا دھوکا دہی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے تذکرۃ المہدی سے ظلی نبوت کی تشریح سمجھانے کے لئے جو روایت پیش کی ہے۔ کہ ایک دیوار کے سامنے دوسری دیوار ایسی مصفےٰ بنائی گئی ہو کہ اسپر دوسری دیوار کے تمام نقش و نگار پڑ رہے تھے۔ جس سے وہ اسی طرح مزین اور آراستہ نظر آتی تھی۔ ہمیں مسلم ہے۔

مگر آپ تبلایئے۔ کیا آپ اس دوسری دیوار کے بالواسطہ مزین ہونے سے انکار کر سکتے ہیں۔ کیا جس طرح پہلی براہ راست مزین ہے۔ اسی طرح دوسری بالواسطہ مزین نہیں ہے۔ اگر ہے اور آپ نے اس کا مزین ہونا تسلیم کیا ہے۔ تو جب دوسری دیوار سے بالواسطہ زینت کی نفی نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ اسے بالواسطہ مزین ماننا پڑتا ہے۔ تو آپ کا کیا حق ہے۔ کہ آپ مسیح موعود علیہ السلام کی انعکاسی نبوت کو جب کہ وہ انعکاس بھی کامل ہے۔ بالواسطہ نبوت نہ قرار دیں۔ جس طرح دیوار بالواسطہ زینت کی وجہ سے بالواسطہ مزین کہلا سکتی۔ اور اس دیوار سے نفس زینت کی نفی نہیں کیجا سکتی۔ اسیطرح بالواسطہ نبوت یا انعکاسی نبوت سے نفس نبوت کی نفی نہیں کیجا سکتی۔ جسطرح پہلی اور دوسری دیوار کے زینت حاصل کرنے میں صرف ذریعہ حصول زینت کا فرق ہے۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کے حصول نبوت میں بھی صرف ذریعہ حصول نبوت کا فرق ہے ولا غیرہ یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ لا کم نہ بیش۔ واللّٰہ علیٰ ما نقول شہید

پس تذکرۃ المہدی کی یہ روایت سراسر ہمارے عقیدہ کی موید ہے۔ یہ صرف آپ کی غلط فہمی یا رنگ آمیزی ہے۔ کہ آپ اسے ہمارے عقیدہ کے خلاف سمجھ رہے یا خلاف قرار دے رہے ہیں۔

غیر مبایعین کا تمسخر

ڈاکٹر صاحب نے ظلی مومن کی اصطلاح کو خاکسار کی ایجاد قرار دیتے ہوئے عجیب تمسخر آمیز رنگ اختیار کیا ہے۔ اور جو ان کے منہ میں آیا ہے کہتے چلے گئے ہیں۔ ولنصبرن علیٰ ما اٰذیتمونا۔ آپ فرماتے ہیں:-

اگر مومن کو ظلی مومن کہا جائے:-

"تو مثلاً آپ کے قاعدہ کے مطابق اگر کوئی انسان کو ظلی انسان کہنا شروع کرے۔ اور اس سے عین انسان مراد لے۔ اور گدھے کو ظلی گدھا کہے۔ اور اس سے خود گدھا مراد لے۔ تو فرمایئے اسے سوائے اس کے کہ پاگل خانہ کو بھیجدیا جائے اور کیا کیا جائے"

اس کے بعد گوہر افشانی ہوتی ہے۔ بھلا غور تو کرو:-

"کہ یہ کیسی لغو بات ہے۔ کہ ایک چیز اپنی ظل آپ ہی ہو"

پھر اس کے بعد اس طرح تمسخر کرتے ہیں:-

"ظلی مولوی فاضل مولوی فاضل ہوا کرتا ہے۔ ظلی محمد نذیر خود محمد نذیر ہوا کرتے ہیں۔ اور ظلی لائلپوری خود لائلپوری ہوا کرتے ہیں"

ڈاکٹر صاحب مقام افسوس ہے۔ اس قدر مغالطہ دہی۔ بات کچھ ہے اور اس کو بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا لیا گیا ہے۔ اور اس پر تضحیک و اعتراض کی عمارت کھڑی کی جا رہی ہے۔ بھلا ڈاکٹر صاحب بتایئے تو سہی۔ میں نے کہاں لکھا ہے۔ کہ ایک چیز اپنی ظل آپ ہی ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ظلی مومن کے لفظ سے جناب کو دھوکا لگا ہے۔ اگر یہی بات ہے۔ تو میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ میں نے اپنی طرف سے نہیں لکھا تھا۔ بلکہ مسیح موعودؑ کی تحریر کا نتیجہ پیش کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے لوگوں کو یہ کہکر سخت مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ ملایا ہے۔ مسیح موعودؑ کی تحریر کو پڑھنے والا۔ اگر اردو کی معمولی لیاقت بھی رکھتا ہو۔ تو وہ اسی نتیجہ پر پہنچیگا۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک انسان مومن بنے خواہ صدیق شہید بنے خواہ صالح۔ مجدد بنے خواہ محدث سب کچھ ظلی طور پر ہی بنتا ہے۔ حضور پرنور کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

"کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے۔ ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸)

مسیح موعودؑ اور ظلی مومن

ڈاکٹر صاحب اب خدا کو حاضر و ناظر جان کر تبلائیں ایمان کا حصول شرف و کمال یا عزت و قرب کا کسی حد تک مقام ہے یا نہیں۔ صدیق بننا شرف و قرب پر دلالت کرتا ہے یا نہیں۔ محدثیت کا حصول مقام عزت و قرب ہے یا نہیں صالح بننا انسان کو کسی حد تک خدا کا مقرب بناتا ہے یا نہیں اگر بناتا ہے۔ اور ضرور بناتا ہے۔ تو پھر یہ بھی تبلایئے۔ کہ یہ سب مراتب "جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے" کے الفاظ میں داخل ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں اور ضرور ہیں تو کیا میں یہ کہنے میں حق بجانب نہیں۔ کہ جب ظلی مومن یا انعکاسی مومن یا ظلی صدیق شہید وغیرہ بھی مسیح موعودؑ کے نزدیک درحقیقت مومن صدیق و شہید ہیں۔ تو پھر کسی کا حق نہیں۔ کہ آپ کو نبی کریم صلعم کی نبوت کا کامل ظل ہونے کے باوجود غیر نبی قرار دے۔ ہاں اگر ڈاکٹر صاحب یہ ثابت کر دیں۔ کہ ایمان صدیقیت وغیرہ قرب کے مراتب نہیں۔ اور "جو کچھ ملتا ہے" کے الفاظ میں داخل نہیں۔ تو پھر جو ان کی مرضی ہے کہتے پھریں۔ مجھے اس دلیل کو پیش کرنے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

غیر مبایعین کا مسیح موعود و آنحضرت صلعم پر ناپاک حملہ

پس میں نے تو مسیح موعودؑ کی تحریر پیش کر کے نتیجہ نکالا تھا۔ اب اس کے مقابلہ میں ڈاکٹر صاحب کا ظلی گدھا وغیرہ کی مثالیں تمسخرانہ رنگ چڑھانے کے لئے پیش کرنا نہ صرف مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے ہنسی ٹھٹھا ہے۔ بلکہ نبی کریم صلعم کے فیضان پر بھی ایک ناپاک حملہ ہے۔

مسیح موعودؑ تو آنحضرت صلعم کا یہ کمال اور فیضان ظاہر کریں۔ کہ اب جو کمال بھی انسان حاصل کر سکتا ہے وہ ظلی اور طفیلی طور پر یعنی باتباع نبوی ہی حاصل کر سکتا ہے۔ مگر آپ ہیں۔ کہ اس پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ کہ مومن کو ظلی مومن کہا جائے۔ تو گدھے کو ظلی گدھا کیوں نہ کہا جائے۔ العجب ثم العجب۔

حقیقۃ الامر کی توضیح

پس جناب والا یہ خیال دماغ سے نکال دیجئے۔ کہ میں کسی چیز کو اپنا ظل آپ قرار دے رہا ہوں۔ میں نے جو کچھ لکھا تھا۔ اگر آپ اس پر غور کرتے۔ تو اصل امر آپکے دماغ میں آجاتا۔ اور آپ میری تحریر کا ایسا لچر پوچ نتیجہ نہ نکالتے۔ میں پھر بتائے دیتا ہوں کہ میں یہ نہیں کہتا انسان مومن پہلے بنتا ہے۔ اور پھر اپنا ظل آپ ہو کر ظلی مومن بنتا ہے۔ بلکہ میں مسیح موعودؑ کی تحریر کی بناء پر یہ کہتا ہوں۔ کہ ایمان حاصل ہی ظلی طور پر ہوتا ہے۔ اور جب انسان انعکاسی یا ظلی طور پر ایمان حاصل کر لیتا ہے۔ اور ایمان کے خط و خال اور نقش و نگار انعکاسی طور پر اس کے آئینہ ظلیت میں جلوہ افروز ہو جاتے ہیں۔ تو پھر وہ درحقیقت مومن کہلاتا ہے۔ مگر براہ راست نہیں بلکہ بالواسطہ۔ اور جس طرح بالواسطہ مومن درحقیقت مومن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص بالواسطہ نبی کریم کے رنگ میں کامل طور پر رنگین ہو جائے۔ اور آپکا کامل ظل اور بروز ہو جائے۔ اور نبوت محمدیہ کے تمام خط و خال و نقش و نگار اس کے آئینہ ظلیت میں منعکس ہو جائیں۔ تو وہ درحقیقت نبی ہوتا ہے۔ اگر اس کو غیر نبی کہا جائے۔ تو ظلی مومن کو بھی غیر مومن قرار دینا پڑے گا۔ حالانکہ یہ بداہتاً باطل ہے۔

(قاضی محمد نذیر از لائلپور)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

ہندو خاندان مشترکہ لکھمی چند دیوی دتہ رام بذریعہ دیوی دتہ رام ہندو ساکنہ نڈھا گھر۔ تحصیل جھنگ مدعی۔

بنام سردارہ

دعوے ما ۔/ بروئے تمسک

اشتہار بنام سردارہ ولد صاحب کھوکھر ساکنہ نڈھا گھر تحصیل جھنگ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۲۳-۳-۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی۔ ۱۰-۳-۲۶

مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

مدعکان کیول رام دھرماں رام بذریعہ کیول رام ولد پرمان رام چونگہ ساکنہ ہیروالہ تحصیل شورکوٹ مدعی۔

بنام رحموں

دعوے ۔/۲۰۰ بروئے بہی

اشتہار بنام رحموں ولد عنایت ذات گورایا ساکنہ ہیروالہ تحصیل شورکوٹ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا اس کے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۲۶-۳-۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ ۱۰-۳-۲۶

مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

ہوشناک رام کھلو رام بذریعہ ہوشناک رام ولد نانک چند قوم نندی ساکنہ درگاہی شاہ تحصیل شورکوٹ مدعی۔ بنام دتو وغیرہ۔

دعوے ۱۱۱ ما روپیہ بروئے بہی

اشتہار بنام پہلو ولد رمضان قوم بلوچ ساکنہ کوٹلی آبادی تریکھے تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ بنام مدعا علیہ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۳۱-۳-۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

تحریر ۱۰-۳-۲۶ مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

اشتہارات

فروخت اراضیات نہری ریاست بہاولپور

(ستلج ویلی پراجکٹ)

تخمیناً گیارہ ہزار ایکڑ اچھا رقبہ جو سمہ سٹہ بھٹنڈا ریلوے لائن پر اسٹیشن چک عبداللہ و چشتیاں کے جانب جنوب واقع ہے۔ اور نہر دوامی ستلج ویلی پراجکٹ سے سیراب ہے۔ اور جس کا انتظام سرکار انگریزی کے انجنیر صاحبان کے سپرد ہے۔ بذریعہ نیلام بمقام چک عبداللہ (ریلوے سٹیشن) بتاریخ ۷ راپریل ۱۹۲۶ء معہ تاریخہائے مابعد فروخت کیا جائے گا۔

اہلکاران آبادی خواہشمندان خرید کو موقعہ پر ٹکڑہ جات کا ملاحظہ کرنے کے لئے ہر قسم کی سہولیت بہم پہنچا دینگے۔ ان اراضیات کے نقشہ جات کا ملاحظہ بلا فیس فارم صاحب بہاولپور ونیو منسٹر صاحب منتظم آبادی بہاولپور و تحصیلدار آبادی متعینہ چک عبداللہ سے ہو سکتا ہے۔ درخواست آنے پر تھوڑے سے خرچ پر شرائط و نقشہ جات اراضیات مذکورہ بالا بذریعہ ڈاک بھی خریداران منگوا سکتے ہیں۔

جی۔ اے۔ او۔ کنٹر بیک بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ بی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس صاحب بہادر ریونیو منسٹر بہاولپور گورنمنٹ بہاولپور

چارہ کترنے کی مشینیں اور آہنی ہل منگائیں

بٹالہ کی چارہ کترنے کی مشینیں اور آہنی ہل ملک کے ہر حصہ میں شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ چارہ کی مشین چلنے میں نہایت ہلکی اور منٹوں میں چارہ کتر کر ڈھیر لگا دیتی ہے۔ آپ کا قیمتی وقت جو چارہ کترنے میں ضائع ہوتا تھا اب فصل کی ترقی پر خرچ ہوگا۔ قیمت مشین درجہ اول صرف ۔۔ روپے۔ گورنمنٹ ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ کے افسروں کے پسندیدہ آہنی ہل ہزاروں کی تعداد میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہے ہیں۔ قیمت فی ہل صرف ۔۔ روپے۔ اخراجات بذمہ خریدار۔ علاوہ ازیں آہنی خراس۔ خراد۔ واٹر پمپ۔ ٹیوب ویل۔ بادام روغن اور جاولوں کی مشینیں اور سیف الماریاں بھی ہم سے طلب کریں۔ ہر قسم کی ڈھلائی بھی ہو سکتی ہے۔

پتہ

ایم عبدالرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

اکسیر تسہیل ولادت

مستورات کے لئے خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اس دوائی کے بروقت استعمال سے ولادت کی مشکل گھڑیاں ایسی آسان ہو جاتی ہیں کہ زچہ کو کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ رفاہ عام کی خاطر قیمت بالکل تھوڑی صرف دو روپے معہ محصولڈاک۔

مینیجر شفاخانہ سلانوالی۔ ضلع سرگودھا

اشتہارات

سنہری موقع سے احباب ضرور فائدہ اٹھائیں

بہت بڑی رعایت

ذیل کی ہر ایک کتاب پر ۳۳⅓ فیصدی کمیشن

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کی تعمیل میں کہ اس سال کے پروگرام میں کتابوں کی فروخت کے ذریعہ بھی پنجاب اور ہندوستان میں تبلیغ کی جائے۔ بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان کی طرف سے ایک بہت بڑی رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یعنی جو دوست مشتہرہ میعاد کے اندر اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفائے کرام کی مندرجہ ذیل کتابیں منگوائیں گے۔ ان کو ان پر ۳۳⅓ فیصدی رعایت دی جائے گی۔ یعنی

تین روپیہ کی کتابیں دو روپیہ میں

مگر یہ رعایت انہی دوستوں کو ملے گی۔ جو ماہ اپریل کے پہلے ہفتہ کے اندر ہمیں اپنی فرمائشات بھیج دیں گے۔ یا ان کے خطوط پر ڈاک خانہ کی مہر انہی تاریخوں کی لگی ہوگی۔ خواہ وہ ہمیں بعد ہی کو ملیں۔ کیونکہ یہ رعایت صرف

اپریل کے پہلے ہفتہ کیلئے ہے

ہمیں امید ہے۔ کہ تبلیغ حقہ کے خواہشمند دوست اس نادر موقع سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تصانیف حضرت مسیح موعودؑ		نجۃ النور	۸ر	ریویو بر مباحثہ چکڑالوی	۰ر	تقدیر الٰہی	عہ ر
		تذکرۃ الشہادتین	۱۲ر	نور القرآن حصہ اوّل	۲ر	عرفان الٰہی	۱۰ر
چشمہ معرفت	عہ ۸ر	قادیان کے آریہ اور ہم	۳ر	نور القرآن حصہ دوم	۷ر	نجات	۱۳ر
انجام آتھم	عہ ر	برکات الدعا	۳ر	پرانی تحریریں	۳ر	تحفۃ الملوک	۱۲ر
فریاد درد	۸ر	آسمانی فیصلہ	۳ر	ستارہ قیصریہ	۱۰ر	جواب سیدٹ انگریزی	سے
تحفہ ندوہ	۰ر	نجم الہدیٰ	۱؍ر	روئداد جلسہ دعا	۳ر	دعوۃ الامیر فارسی مجلد	صہ ۸ر
دافع البلاء	۳ر	آئینہ کمالات اسلام	ے ۸ر	**تصانیف حضرت خلیفہ اوّل**		تقریر ہستی باریتعالیٰ	عہ ۸ر
نور الحق حصہ دوم	۸ر	براہین احمدیہ حصہ پنجم	عہ ۸ر				
سناتن دھرم	۱ر	الخطاب الجلیل	عہ ر	فصل الخطاب	عہ ۱۲ر	**متفرق تصانیف**	
اعجاز احمدی	۶ر	تبلیغ رسالت چھ حصص	معہ ر	تصدیق براہین احمدیہ	عہ ۹ر	حمائل مترجم	ے ۸ر
ضرورت امام	۴؍ر	منن الرحمٰن	۱۲ر	نور الدین	عہ ۸ر	فقہ احمدیہ	۸ر
تحفہ قیصریہ	۴ر	سرمہ چشم آریہ	عہ ۴ر	ابطال الوہیت مسیح	۳ر	احمدیہ پاکٹ بک	عہ ۴ر
لیکچر سیالکوٹ	۴؍ر	شحنہ حق	۸ر	**تصانیف حضرت خلیفہ ثانی**		پارہ اوّل معہ تفسیری نوٹ انگریزی	عہ ر
تقریریں	۳ر	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۳؍ر			اسلام اور قتل مرتد	عہ ر
تحفہ غزنویہ	۴؍ر	کشتی نوح	۶؍ر	حقیقۃ النبوۃ	عہ ۸ر	بہائی مذہب کی حقیقت	۱۰ر

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان کی خبریں

دہلی ۱۰ مارچ معلوم ہوا ہے۔ کہ سوراجیہ پارٹی کے ممبران جو کونسل آف سٹیٹ اور لیجسلیٹو اسمبلی سے ۸ مارچ کو باہر نکل آئے تھے ان کے الاؤنس اسی تاریخ سے بند کر دیئے گئے ہیں۔

گلیانہ ضلع گجرات کے متنازعہ ہندو مندر کے متعلق ہندوؤں اور اکالیوں میں فساد ہوگیا۔ طرفین کے کئی آدمی زخمی ہوئے۔

کلکتہ ۱۲ مارچ۔ جمعیۃ العلمائے ہند کے اجلاس امروزہ میں کلام مجید کے صحیح نسخوں کی اشاعت۔ باشندگان حجاز کی فلاح وبہبود۔ شادی بیاہ کے مصارف کی تخفیف۔ مسلمان خواتین کے ساتھ حسن سلوک اور ائمہ مساجد کے ذریعہ مذہبی ہدایات کی اشاعت کی تجاویز منظور کی گئیں۔

لنڈن ۹ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ بیگم صاحبہ بھوپال نے جو یہ مسئلہ پیش کیا تھا۔ کہ از روئے شریعت محمدی در رواج خاندان بیگم صاحبہ کے بعد ان کے جانشین شہزادہ حمید اللہ خاں بنائے جائیں۔ اور ان کے پوتے کو جو شہزادہ نصر اللہ خاں مرحوم سابق ولی عہد کے صاحبزادہ ہیں۔ تخت نہ دیا جائے۔ اس معاملہ میں وائسرائے نے بھی ایک مراسلہ صاحب وزیر ہند کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ یہ مراسلہ بیگم صاحبہ کے موافق ہے۔ اور اس معاملہ میں بہت جلد اعلان کیا جائے گا۔

مدراس ۹ مارچ۔ نیو انڈیا کا نامہ نگار منگلور سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ ایک جہاز جو ۷ مارچ کو منگلور پہونچا۔ اس کے عملہ کے دو آدمیوں پر ایک شیر نے جو جہاز میں چھپا ہوا تھا حملہ کر دیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ جہاز کے اسٹور روم میں گئے۔ تاکہ نمک کے تھیلوں کو اتاریں۔ لیکن جوں ہی یہ کمرہ میں داخل ہوئے۔ ایک شیر نے جو خدا معلوم کیونکر اس میں چھپا ہوا تھا۔ حملہ کر دیا۔ دونوں سخت زخمی ہوئے۔ شیر کو سخت مشکل کے ساتھ گولی سے ہلاک کر کے سمندر میں پھینک دیا گیا۔

خلافت کمیٹی کی مجلس عاملہ کے اجلاس ۸ مارچ سے ہو رہے تھے۔ اور ۹ مارچ کو تقریباً عصر و مغرب کے درمیان ختم ہوئے۔ ان اجلاسوں میں زیادہ تر مسئلہ حجاز پر غور و فکر کیا گیا۔ اور وفد حجاز کی رپورٹ سن کر حسب ذیل تجویز مولوی ظفر علی خاں کے اختلاف رائے سے باتفاق پاس ہوئی۔

مرکزی خلافت کمیٹی ارکان وفد حجاز کے بیانات کے بعد جس رائے تک پہنچی۔ وہ حسب ذیل ہے:

مرکزی خلافت کمیٹی سلطان عبد العزیز آل سعود کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔ کہ انہوں نے وفد کی ان معروضات پر پوری توجہ فرمائی۔ جو مدینہ منورہ جا کر محاصرہ فوج کے ساتھ موجود رہے۔

(۲) مرکزی خلافت کمیٹی افسوس کے ساتھ اس طرز عمل سے اپنا اختلاف ظاہر کرتی ہے۔ جو حکومت حجاز کی تعیین و اعلان کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ کمیٹی کے نزدیک اس کا صحیح طریقہ وہی تھا۔ جو خود سلطان موصوف نے اپنے بار بار کے اعلانات میں ظاہر کیا تھا۔ یعنی مجوزہ اسلامی مؤتمر منعقد ہو۔ اور وہ اہالی حجاز کے مشورہ کے بعد حکومت حجاز کا فیصلہ کرے۔ مرکزی خلافت کمیٹی ان عظیم الشان اسلامی مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن کا فیصلہ سر زمین حجاز اور عالم اسلامی کی وابستگی پر موقوف ہے۔ سلطان موصوف کو ان کے اعلانات پر توجہ دلاتی ہے۔ اور امید کرتی ہے۔ کہ وہ مجوزہ و موعودہ مؤتمر کو جلد از جلد طلب فرمائیں گے۔ اور عالم اسلامی کی ان امیدوں کی کامیابی کا ذریعہ ہونگے۔ جو آج ان کی ذات سے وابستہ ہیں۔

(۳) کمیٹی کے نزدیک سر زمین حجاز کے امن و نظام اور عام اسلامی مفاد و مصالح کے لئے ضروری ہے۔ کہ آئندہ حجاز میں جو حکومت بھی قائم ہو۔ وہ عالم اسلامی کی رائے عامہ کے مطابق ہو۔ اور ملوک و سلاطین کے مستبدانہ حکومت کی جگہ خلافت راشدہ اسلامیہ کے نمونہ پر ہو۔ جس میں کسی خاص خاندان اور نسل کی جگہ اہل حل و عقد کے انتخاب پر امیر کے نصب و عزل کا دارومدار ہوتا ہے۔

گورنمنٹ گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں گزٹ ہوا ہے۔ کہ رائٹ آنریبل لارڈ اردن عدن میں ۲۸ مارچ کو پہنچینگے۔ اور یکم اپریل کو بمبئی میں پہنچینگے۔ عدن کا ریذیڈنٹ وائسرائے کے شان شایاں شان و شوکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے لارڈ اردن کا استقبال کرے گا۔ بمبئی کے گورنر نئے وائسرائے کے اعزاز میں فوجی اور بحری انتظامات کو جو وائسرائے کے استقبال کے لئے ضروری ہیں سرانجام دیں گے۔

لاہور ۱۲ مارچ سیکرٹری صاحب سوراج پارٹی پنجاب نے پروفیسر اوچی رام ساہنی کو جو کونسل سے ۸ مارچ کو نکل آنے کے بعد وہاں دوبارہ گئے تھے کے متعلق اطلاع دی ہے۔ کہ پروفیسر صاحب کے اس طرز عمل کو ہم نہایت برا سمجھتے ہیں۔ اپنے متعلق جو بیان انہوں نے شائع کیا ہے۔ وہ بالکل غیر مدلل اور قطعاً ناقابل اطمینان ہے۔ پروفیسر صاحب محض سوراج پارٹی کے نام سے کونسل میں جا سکے۔ ورنہ وہ منتخب ہونے میں ہرگز کامیاب نہ ہوتے۔ ان کے لئے ایسا ہی صورت باقی رہ گئی ہے۔ کہ کونسل کی ممبری سے مستعفی ہو جائیں۔ ورنہ ان کے موجودہ طرز عمل کو پارٹی سے صریح غداری پر محمول کیا جائے گا۔

کلکتہ ۱۱ مارچ۔ جمعیۃ العلمائے ہند کا ساتواں سالانہ جلسہ چہارشنبہ کی شام کو زیر صدارت سید سلیمان ندوی صاحب منعقد ہوا۔ صدر نے اپنے خطبہ صدارت میں ہندو رہنماؤں سے اپیل کی۔ کہ اگر وہ واقعی ہندوستان کی آزادی چاہتے ہیں۔ تو انہیں معمولی اور کم اہمیت رکھنے والے معاملات کو نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ ان کو چاہیئے کہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار کریں۔ کہ مسلمان ان کے وعدوں پر یقین اور اعتبار کر لیں۔ ورنہ اندیشہ ہے۔ کہ مسلمان کھچکر دشمنان وطن کی طرف چلے جائیں۔

دہلی ۹ مارچ۔ اسمبلی میں مسٹر صادق حسین کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے کہا۔ مسلمانوں کو مدت مدید سے مسلمان ہی کہا جاتا ہے۔ اگر ان کی بھاری تعداد مسلم لکھوانے کا مطالبہ کرے۔ تو گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

ممالک غیر کی خبریں

پائنیر رقمطراز ہے۔ کہ جرمن ڈاکٹر زادر کے مقدمہ میں جس پر قتل کا الزام ہے۔ جو دلچسپی لی جا رہی تھی۔ اس میں سرحدی تنازعہ کی وجہ سے کمی پڑ گئی ہے۔ مقدمہ کی سماعت اواخر فروری میں شروع ہوئی تھی۔ اس کے بعد سے کئی پیشیاں ہو چکی ہیں۔ بعد ازاں مقدمہ ملتوی کر کے ملزم کو ہدایت کی گئی۔ کہ وہ اس امر کی طبی شہادت پیش کرے۔ کہ مقتول افغان پہلے گھوڑے سے گرا اور گولی لگنے سے قبل زخمی ہو چکا تھا۔

قسطنطنیہ کا اخبار "ملیہ" لکھتا ہے۔ کہ قونیہ میں مولانا رومی کا جو مشہور و معروف مقبرہ تھا۔ اس کو حکومت انگورہ کے حکم سے عجائب خانہ کی صورت میں منتقل کر دیا گیا۔ اور جو حلقہ درویشاں اس جگہ رہتا تھا۔ اس کو پہلے ہی منتشر کیا جا چکا ہے۔

لنڈن ۱۲ مارچ۔ کل شب میں ٹوکیو کی پارلیمنٹ انتہائی وحشیانہ مظاہروں کے باعث برخاست ہوئی۔ حکومت کے ارکان اور سی یو کائی جماعت کے ممبروں کے مابین خوب گھونسے چلے اور بکثرت سر اور ناکیں شکستہ ہو گئیں۔ پولیس نے ان جنگ آزماؤں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ سیاسی خرابیوں کے متعلق الزامات اور جوابی الزامات اس جھگڑے کا باعث ہوئے تھے۔

رگبی ۱۲ مارچ۔ آج سہ پہر کے لیگ کی مجلس کے اجلاس میں برطانیہ و عراق کے نئے عہد نامے کے شرائط منظور کر لی گئیں۔ اور ایک ریزولیوشن جس کا منشا یہ تھا۔ کہ سرحد موصل کے متعلق لیگ کے ۱۶ دسمبر کے فیصلہ کو قطعی سمجھا جائے پاس کر دیا گیا۔ کردی اضلاع کے انتظام کے متعلق برطانوی یادداشت انتداب کے حوالہ کر دی گئی۔

(منشی عبد الرحمٰن صاحب کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)